کس بنا پر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ غیر زبان میں جو نماز پڑھی جاتی ہے اس میں نہ تو مطالب کلمات سہولت سے پیش نظر رہ سکتے، نہ نمازی کا تاثر گہرا ہو سکتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ عجمی زبانوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت نہ ہونے کے باوجود، عربی زبان میں نماز پڑھنے کی عادت امت نے اختیار کر رکھی ہے۔ پھر نماز ہی نہیں، جمعہ کا خطبہ تک عربی زبان میں دیا جانا ضروری ہو گیا ہے حالانکہ اس سے عوام کی تعلیم و تذکیر کا جو کام لیا جانا مقصود ہے۔ وہ اس پابندی کی وجہ سے انجام نہیں پاتا۔ علیٰ ہذا القیاس اذان کا معاملہ بھی ہے، مجھے بتایا جائے کہ آخر اذان اگر اردو میں کہی جائے تو اس میں کیا چیز مانع ہے؟

جواب:۔ جہاں تک نماز کا تعلق ہے اس کے معاملہ میں تو شروع سے آج تک تمام امت کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ نماز انھیں الفاظ میں ہونی چاہیے جن کی نبی صلعم نے تعلیم فرمائی ہے اور ویسے بھی نماز کا سب سے اہم جز تلاوت قرآن ہے اور قرآن کا اطلاق اس کے ترجمہ پر نہیں ہو سکتا بلکہ صرف انھیں الفاظ پر ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں۔ رہی اذان تو اس کا ترجمہ کیا جا سکتا ہے اور کوئی صاف حکم اس بات کا موجود نہیں ہے کہ اذان عربی زبان ہی میں ہو لیکن ہر قوم کی زبان میں اذان الگ الگ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ رفتہ رفتہ مسلمانوں میں بھی وہی (Nationalization of church یعنی مذہب کو قومی بنا دینے کی بیماری پیدا ہو جائے۔ جو لوتھر کی تحریک کی وجہ سے یورپ میں پیدا ہوئی۔ اور جس کی وجہ سے ایک مذہب ہونے کے باوجود یورپ کی قومیں ایک دوسرے سے پھٹ کر باہم دشمن بنی چلی گئیں۔

اگر اردو زبان میں کوئی شخص اذان دے رہا ہو تو خود ہندوستان ہی کے باشندوں میں بہت سے آدمی ایسے ہوں گے جو اس کو سن کر یہ نہ سمجھ سکیں گے کہ اذان ہو رہی ہے۔ مثلاً بنگالی مالاباری وغیرہ۔ یہ چیز پیروان اسلام کو جمع کرنے والی نہیں بلکہ پھاڑ دینے والی ہے۔ اسی بنا پر خطبہ جمعہ میں بھی ہماری رائے یہ ہے کہ افہام و تفہیم کے لیے اگر اس کا ایک حصہ قومی زبان میں ہو تو اس کے ساتھ ہی ایک حصہ لازماً عربی زبان میں بھی ہونا چاہیے تاکہ جمعہ کا خطبہ اور نتیجۃً خود نماز جمعہ